81586-نفاس سمجھ کر روزہ اور نماز ترک کردی

سوال

حمل ساقط ہونے کو چالیس یوم پورے ہو گئے اور حمل ساقط ہونے کو تقریبا اڑھائی ماہ ہوئے تو رمضان آگیا میں نے شرعی امور کا علم نہ ہونے کی بنا پر نماز روزہ چھوڑدیا، بعد میں علم ہوا کہ یہ نفاس نہیں ہے.
کیا میں نے جو نماز اور روزے چھوڑے ہیں ان کی قضاء کروں گی ؟
میں پریشان ہوں اور معلوم نہیں پڑرہا کہ کیا کروں ؟

پسندیدہ جواب

اول :

حمل ساقط ہونے کی صورت میں آنے والا خون اسی صورت میں نفاس شمار ہوگا جب بچہ انسانی شکل میں ڈھل چکا ہو یعنی اس کا سر یا ہاتھ یا پاؤں وغیرہ واضح ہوچکا ہو.

اور انسان کے اعضاء (80) یوم سے قبل بننا شروع نہیں ہوتے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

" تم میں سے ایک کو چالیس یوم تک جمع کیا جاتا ہے، اور پھر اتنے ہی ایام میں جما ہوا گاڑھا خون، اور پھر اتنے ہی ایام میں گوشت کا لوتھڑا بنتا ہے، پھر اللہ سبحانہ وتعالی ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اسے چار چیزوں کا حکم دے کر کہا جاتا ہے کہ :

اس کا عمل اور اس کی روزی اور اس کی عمر اور بد بخت یا سعادت مند ہونا لکھو، پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (3208).

اس حدیث سے علم ہوا کہ انسان حمل میں کئی ایک مراحل سے گزرتا ہے :

چالیس یوم تک نطفہ رہتا ہے، پھر چالیس یوم میں جما ہوا خون بنتا اور پھر تیسرے چالیس ایام (یعنی 120 یوم) میں گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے، اس کے بعد پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے، یعنی ایک سو بیس یوم مکمل ہونے پر روح ڈالی جاتا ہے.

انسانی شکل مضغۃ یعنی گوشت کا لوتھڑا بننے کے مرحلہ میں مکمل ہوتی ہے، اس سے قبل نہیں کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{اے ایمان والو اگر تمہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے میں کوئی شک ہے تو سوچو ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے جو صورت دیا گیا تھا اور بے نقشہ تھا، تا کہ ہم تم پر ظاہر کردیں }.الحج (5).

اس آیت سے معلوم ہوا کہ گوشت کا لوتھڑا بعض اوقات انسانی شکل میں ڈھل چکا ہوتا ہے، اور بعض اوقات انسانی شکل نہیں بنی ہوتی.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"جب انسانی شکل واضح ہونے کے بعد حمل ساقط ہو تو آنے والا خون نفاس شمار ہوگا، امام احمد نے یہی بیان کیا ہے، اور اگر نطفہ یا جما ہوا خون ساقط ہو تو اسمیں آنے والا خون نفاس شمار نہیں ہوگا" انتہی

دیکھیں : المغنی (211/1).

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"جب عورت کا ایسا حمل ساقط ہو جس میں انسان کی شکل واضح ہو چکی ہو یعنی سر یا پاؤں یا ہاتھ وغیرہ واضح ہو چکا ہو تو یہ عورت نفاس والی شمار ہوگی، اور اسے نفاس کے احکام حاصل ہونگے.

چنانچہ نہ تو یہ عورت جب تک پاک نہ ہو جائے یا پھر چالیس ایام پورے نہ کر لے نہ تو نماز ادا کریگی اور نہ ہی روزہ رکھے اور نہ ہی اپنے خاوند کے جماع کے لیے حلال ہوگی. . . .

لیکن اگر عورت کا ساقط ہونے والا حمل ایسا ہو جس میں انسان کی شکل واضح نہیں ہوئی بلکہ وہ صرف گوشت کا ٹکڑا ہو اور شکل وغیرہ نہ ہو یا پھر جما ہوا خون ہو تو استحاضہ والی عورت شمار ہوگی اور اسے استحاضہ کے احکام حاصل ہونگے نفاس کے نہیں، اور نہ ہی حائضہ عورت کے حکم میں ہوگی.

یہ عورت نماز بھی ادا کریگی اور روزہ بھی رکھے گی، اور اپنے خاوند کے لیے بھی حلال ہوگی . . .

کیونکہ وہ اہل علم کے ہاں استحاضہ والی عورت کے حکم میں ہے" انتہی

دیکھیں : فتاوی اسلامیۃ (243/1).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اہل علم کا کہنا ہے : اگر خارج ہونے والی چیز میں انسانی شکل واضح ہو تو اس کے بعد خارج ہونے والا خون نفاس کا خون شمار ہوگا، یہ عورت اس حالت میں نماز بھی چھوڑے گی اور روزہ بھی نہیں رکھے گی، اور پاک ہونے تک اپنے خاوند سے بھی اجتناب کریگی.

لیکن اگر خارج ہونے والی چیز غیر مخلق ہو یعنی اس میں انسانی شکل واضح نہ ہوئی ہو تو اس کے بعد آنے والا خون نفاس شمار نہیں ہوگا، نہ تو یہ نماز کے لیے مانع ہے اور نہ ہی روزہ رکھنے میں مانع بنے گا، اور اس کے علاوہ بھی کسی چیز میں مانع نہیں.

اہل علم کا کہنا ہے : کم از کم عرصہ جس میں انسانی شکل واضح ہو جاتی ہے وہ اسی (80) یوم ہیں"

دیکھیں : فتاوی المراۃ المسلمۃ (1/304–305).

اس بنا پر آپ کو آنے والا خون نفاس کا خون نہیں ہے؛ کیونکہ حمل اسی دن پورے کرنے سے قبل ہی ساقط ہوگیا ہے، اور آپ کو نماز بھی ادا کرنا چاہیے تھی اور روزے بھی رکھنے تھے الا یہ کہ حیض آ جاتا.

دوم :

آپ پر روزں کی قضاء کرنا واجب ہے، اس میں کوئی اشکال نہیں چاہے یہ کہا جائے کہ آپ پاک تھیں یا پھر نفاس کی حالت میں، کیونکہ بیماری یا سفر یا حیض کے عذر کی بنا پر روزہ نہ رکھنے والا بعد میں ان روزوں کی قضاء کریگا، اور آپ نے عذر کی بنا پر روزہ ترک کیا تھا، وہ یہ کہ آپ کا خیال تھا کہ آپ اس وقت نفاس کی حالت میں ہیں.

رہا نمازوں کی قضاء کا مسئلہ تو ظاہر یہی ہوتا ہے کہ آپ پر نمازوں کی قضاء واجب نہیں، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو جو استحاضہ کی حالت میں نماز چھوڑتی رہی تھی نمازوں کی قضاء کا حکم نہیں دیا، بلکہ اسے یہ بتایا کہ مستقبل میں اسے کیا کرنا ہے اسکی راہنمائی فرمائی تھی.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اگر استحاضہ والی عورت یہ اعتقاد رکھتے ہوئے نماز ترک کرتی ہے کہ اس پر نماز فرض نہیں، تو اس پر نمازوں کی قضاء واجب ہونے میں دو قول ہیں :

پہلا قول :

وہ نمازوں کا اعادہ نہیں کریگی، جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ سے منقول ہے؛ کیونکہ جس استحاضہ والی عورت نے رسول کریم صلی اللہ علیہ سے عرض کیا تھا کہ :

"مجھے بہت شدید قسم کا حیض آتا ہے جس نے مجھے نماز اور روزے سے روک رکھا ہے"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس چیز کا حکم دیا جو اس پر مستقبل میں واجب ہوتا تھا، اور اسے پچھلی نمازوں کی قضاء کرنے کا حکم نہیں دیا تھا" انتہی

مجموع الفتاوی (102/22).

مزید تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (45648) کے جواب کا ضرور مطالعہ کریں.

حاصل یہ ہوا کہ : آپ کو روزں کی قضاء میں روزے رکھنا ہونگے، لیکن اگر نمازوں کی قضاء آپ کے لیے آسان ہو تو آپ ایسا کر لیں، وگرنہ ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالی آپ کو معاف فرمائیگا.

ہم آپ کو نصیحت کرتے ہیں کہ آپ طلب علم اور دین کو سمجھنے کی حرص رکھیں اور کوشش کریں.

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں اور آپ کو توفیق نصیب فرمائے، اور سیدھی راہ دکھائے.

واللہ اعلم.